سوشلزم اور طالب علم

جناب ریاض الحسن نوری صاحب

انگریزی مقولہ ہے کہ تھوڑا علم خطرناک ہوتا ہے اور اردو میں بھی کہاوت ہے کہ نیم حکیم خطرۂ جان، نیم مُلّا خطرۂ ایمان۔ پس سوشلسٹ نظام کا اصول یہ ہے کہ لوگوں کو معمولی پڑھنا لکھنا اور تھوڑا سا علم سکھا دو۔ اس درجے کے لوگ پروپیگنڈے کی کتابیں پڑھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ پھر حکومت کے لیے ان کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنا آسان ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابتدائی تعلیم پر سوشلزم میں زور دیا جاتا ہے کیونکہ بالکل جاہل شخص کو پروپیگنڈے سے متاثر کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اپنے ایک مضمون میں بیسویں صدی کا مشہور ترین فلسفی اور سوشلسٹ برٹرینڈ رسل لکھتا ہے:

"اجتماعی پیداوار اور ابتدائی تعلیم کا یہ اثر پڑا ہے کہ آج انسانی دنیا میں حماقت (STUPIDITY) اس قدر گہرے طور پر چھا گئی ہے کہ جب سے تہذیب کا سورج طلوع ہوا ہے آج تک کبھی بھی حماقت اس قدر عالمگیر نہیں ہوئی۔"

(IN PRAISE OF IDLENESS AND OTHER ESSAYS. P. 115)

ؔ یاد رہے کہ یہ وہی برٹرینڈ رسل ہیں جن کو ہمارے ہاں کے سوشلسٹ حضرات زبردست خراجِ عقیدت پیش کر چکے ہیں۔ بھاشانی صاحب نے بقول پاکستان ٹائمز مورخہ ۶ فروری ۷۰ء ان کی بخشش تک کے لیے دعا مانگی تھی۔ پاکستان ٹائمز مورخہ ۵ فروری ۷۰ء میں قصوری صاحب کا خراجِ عقیدت چھپا تھا۔ مشرق ۴ فروری ۷۰ء کے مطابق بھٹو صاحب نے ان کے انتقال کو عظیم نقصان قرار دیا تھا۔ "نصرت" مارچ ۱۹۶۷ء کے رسالے میں ان کی زبردست تعریف ہو چکی ہے۔

"کمیونزم میں تعلیم" کے عنوان کے تحت برٹرینڈرسل لکھتا ہے:

"۔۔۔۔ عام تعلیم آج کل (یعنی ۱۹۳۲ء میں) ۸ سال کی عمر سے بارہ سال کی عمر تک کے لیے پرائمری سکول میں دی جاتی ہے۔۔۔۔ اسکول میں بچے صرف پڑھائی نہیں کرتے بلکہ بساط کے مطابق جسمانی طور پر کام بھی کرتے ہیں۔ یہ کام وہ بطور تعلیم کے نہیں کرتے بلکہ ایک شہری کے حقوق ادا کرنے کے لیے کرتے ہیں۔۔۔ گویا کہ بچوں کی مزدوری (CHILD LABOUR) عام مزدوری کے کام کے طور پر ہوتی ہے۔ اور جو کام ان سے کرائے جاتے ہیں ان کا تعیّن تعلیمی نقطۂ نظر سے نہیں کیا جاتا۔"

(EDUCATION AND THE SOCIAL ORDSR PP. 107-109)

روس میں نرسری اسکول صرف امیروں یعنی افسران کے بچوں کے لیے ہوتے ہیں۔ ان کے متعلق برٹرینڈرسل لکھتا ہے:

"مَیں نے نرسری اسکول دیکھے۔ وہاں بچے خوش تھے اور ان کی اچھی نگہداشت کی جاتی تھی لیکن جونہی وہ بولنا سیکھتے ان پر زور شور سے پروپیگنڈا شروع کر دیا جاتا۔" (صفحہ ۱۱۱ محولہ بالا)

نرسری کی تعلیم کی طرح اعلیٰ تعلیم کے اخراجات کا عام مزدور باپ متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے وہ بھی صرف افسروں کی اولاد کے لیے مخصوص ہو کر رہ گئی ہے۔ آج کل اتنا فرق پڑ گیا ہے کہ ۸ سال کی بجائے ۷ سال کی عمر سے ابتدائی تعلیم روس میں لازمی قرار دے دی گئی ہے۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ ۵ سال کا بچہ کوئی ایسی مزدوری کے قابل نہیں ہوتا جو حکومت کے لیے نفع بخش ہو اور اس سے اسکول کا خرچہ اور استادوں کی تنخواہ دی جاسکے۔ سات یا آٹھ سال کی عمر کے بچے سے نفع بخش پیداواری کام لیا جا سکتا ہے۔ ۱۹۶۷ء کی روس کے سرکاری پروپیگنڈے کی کتاب بیان کرتی ہے:

"تمام بچے سات سال کی عمر سے اسکول جانا شروع کر دیتے ہیں۔۔۔۔ ۱۵ یا ۱۶ سال کی عمر تک اسکول جاتے ہیں۔۔۔ اس دوران بچوں کو سائنس کی مبادیات اور کمیونزم کے نظریے کی تعلیم دی جاتی ہے اس کے علاوہ مزدوری اور ٹیکنیکل ٹریننگ بھی مہیا کی جاتی ہے۔"

(USSR QUESTIONS AND ANSWERS MOSCOW. PP. 344-345)

اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کو مفت تعلیم دینے کا دعویٰ ایک فریب ہے۔ اگر حکومت کو مفت تعلیم دینا مقصود ہوتا تو ۵ سال کی عمر سے تعلیم کو شروع کیا جاتا۔ اور ان کے اوّلین ۲ یا ۳ قیمتی سال ضائع نہ کیے جاتے۔ عوام کی ہمدردی کا دعویدار سوشلسٹ نظام سارے ملک کے غریب عوام کے بچوں کے ابتدائی دو یا تین تعلیمی سال محض اس وجہ سے ضائع کر دیتا ہے کہ وہ بچوں کو مفت تعلیم دینا گوارا نہیں کرتا۔ ۷ یا ۸ سال کی عمر میں بچوں کو داخل کیا جاتا ہے۔ کچھ گھنٹے پڑھائی ہوتی ہے باقی وقت مزدوری کی عادت ڈالنے اور ٹریننگ کے بہانے ان سے صنعتی پیداوار کروا کے تعلیم کا خرچہ وصول کر لیا جاتا ہے۔ گویا فیس نقد نہیں مزدوری کی صورت میں وصول کی جاتی ہے۔ یہ سب کچھ مارکس کے اصولوں ہی کے مطابق کیا جا رہا ہے۔ مارکس نے اپنے مینی فسٹو ہی میں سوشلسٹ پالیسی کا اعلان کر دیا تھا۔ سوشلزم کیا صورت اختیار کرے گا؟ اس کے متعلق مارکس اور اینجلز نے دس نکات بیان کیے ہیں۔ دسویں نکتے میں کہا گیا ہے:

"COMBINATION OF EDUCATION WITH INDUSTRIAL PRODUCTION"

ترجمہ: "تعلیم اور صنعتی پیداوار کو ایک دوسرے کے ساتھ جمع کرنا" (ملاحظہ ہو مینی فسٹو آف دی کمیونسٹ پارٹی۔ طبع ۱۹۶۶ء۔ ماسکو۔ صفحہ ۷۴)۔

اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ کمیونسٹ پالیسی یہ ہے ہی نہیں کہ بچوں کو مفت تعلیم دی جائے، بلکہ ابتداء ہی سے ان کے پیش نظر یہ تھا کہ تعلیم کے ساتھ بچوں سے محنت مزدوری لے کر دولت پیدا کی جائے۔ حالانکہ اکثر سرمایہ دار ملکوں میں ابتدائی تعلیم مفت ہے بلکہ رسل کے بقول امریکہ میں یونیورسٹی تک کی تعلیم مفت ہے۔ سوات کی ریاست میں بقول پاکستان ٹائمز بی۔ اے تک تعلیم مفت ہے۔ سعودی عرب میں تو نہ صرف مفت ہے بلکہ ڈھائی سو یا زیادہ ریال وظیفہ بھی ملتا ہے اور غیر ملکی تعلیم بھی تمام اخراجات کے ساتھ مفت ہے۔ یہی حال کویت کا بھی ہے۔ کسی سرمایہ دار ملک میں بھی بچوں سے مزدوری نہیں لی جاتی۔ پاکستان میں بھی کسی کارپوریشن کے اسکول میں بھی مزدوری نہیں لی جاتی۔

سوشلسٹ نظام میں مزید ایسے قانون نافذ کیے جاتے ہیں تاکہ پندرہ یا سولہ سال کی عمر کے بعد بچہ پڑھائی ترک کر کے مزدوری کا پیشہ اختیار کرے۔ ان کی تحریص کے لیے یہ قانون بنایا گیا ہے کہ پندرہ یا سولہ

سال کی عمر کا بچہ اپنی آمدنی بغیر والدین کی مداخلت کے جیسے چاہے خرچ کرنے کا مجاز ہے۔ شہروں میں ۱۶ سال کی عمر سے ملازمت لازمی ہو جاتی ہے۔ لیکن اجتماعی فارموں کے ممبروں کی اولاد کو قانونًا بارہ برس کی عمر سے کھیت پر کام کرنے کے لیے مجبور کیا جاتا ہے۔ اگرچہ ان کے کام کا کوٹا بڑوں کے کام سے کم ہوتا ہے۔ (ملاحظہ ہو آل یونین انسٹی ٹیوٹ آف جورسٹک سائنسز، منسٹری آف جسٹس، یو ایس ایس آر، ماسکو ۱۹۴۹ صفحہ ۱۲۳)۔ مزید یہ کہ شہروں میں اگر کوئی پندرہ سال کا لڑکا یا لڑکی نوکری کرنا چاہے تو اس کے لیے والدین کی نہیں بلکہ ٹریڈ یونین کمیٹی کی اجازت لینی پڑتی ہے (دیکھیے:۔ USSR QUESTIONS AND ANSWERS, P.282) ۔ پیسے ملنے اور ان کو اپنی مرضی سے خرچ کرنے کی اجازت کی وجہ سے بہت سے بچے پندرہ سال ہی کی عمر میں تعلیم ترک کر کے ملازمت کرنے لگتے ہیں۔ گویا حکومت نے خود اعلیٰ تعلیم کے خلاف محاذ بنایا ہوا ہے۔ حکومت کم علم مزدوروں کو پسند کرتی ہے جو آسانی سے محکوم اور غلام رکھے جا سکتے ہیں۔

چین میں طالب علموں کی حالت سوشلسٹ نظام چین میں ۱۹۴۹ء میں نافذ ہوا لیکن ۱۹۶۰ء-۱۹۶۲ء کا حال مشہور بائیں بازو کے بین الاقوامی سوشلسٹ مصنف BILL LCKIN سے سنیے۔ آپ لکھتے ہیں:

"۱۹۶۰-۱۹۶۱ء کے دوران طالب علموں کی بری حالت تھی۔ خوراک کی بے حد قلت تھی۔ مجھے سنگھائی کی طالبہ نے بتایا کہ ۱۹۶۰ء کے دوران اس نے صرف ایک مرتبہ گوشت کھایا... گورنمنٹ نے خوراک کلوری کے حساب سے مقرر کی... بعض یونیورسٹیوں کو احکام صادر کیے گئے کہ طالب علم زیادہ سے زیادہ وقت بستر پر لیٹ کر گزاریں اور اپنی طاقت کو ضائع ہونے سے بچائیں۔ دوسری یونیورسٹیاں بند کر دی گئیں اور طالب علموں کو کمیونوں میں محنت کے لیے بھیج دیا گیا۔" NEW REVOLUTIONARIES. EDITED BY TARIQ ALI, PP. 118-119 -

یاد رہے کہ چین میں چھپکلی، مینڈک وغیرہ بھی گوشت میں شامل ہیں۔ گویا یہ اشیاء بھی اس طالبہ کو سال میں ایک بار سے زیادہ نصیب نہ ہو سکیں۔

رُوس کی سوشلسٹ حکومت کے سرکاری محققین لکھتے ہیں:

"چین میں کمیونسٹ پارٹی ختم کر دی گئی ہے ۔۔۔۔ اس کا صرف نام رہ گیا ہے ۔۔۔۔ ساری طاقت فوج کے ہاتھ میں ہے۔ یہ لوگ ماؤ کے جی حضوریے ہیں ۔۔۔ فوج ملک کی اقتصادیات اور کلچر کو کنٹرول کرتی ہے ۔۔۔۔ نظریہ یہ ہے کہ تمام چینیوں کو تابعدار بَیل ہونا چاہیے ۔۔۔۔ ماؤ صاحب کا کہنا ہے کہ جتنا انسان کا علم بڑھتا ہے وہ اتنا ہی احمق بنتا جاتا ہے[1] ۔۔۔ تمام عجائب گھر اور لائبریریاں بند کر دی گئی ہیں۔ پچھلے چار سالوں میں چین میں کوئی قصہ یا ناول نہیں چھپا ہے ۔۔۔ اس کے ساتھ ساتھ ماؤ کے اقوال اور تصنیفات کی تین سو ادب کاپیاں نشر کی جا چکی ہیں۔ اس عرصے میں ، کروڑ سکول جانے کی عمر کے بچے معمولی قسم کی تعلیم سے بھی محروم کر دیئے گئے ہیں ۔۔۔۔ ماؤ صاحب کا کہنا ہے کہ اسکول ایسی قبریں ہیں جن سے کہ بُرائی کے علاوہ کچھ پیدا نہیں ہوتا۔ ۱۹۶۴ء میں ماؤ صاحب نے فرمایا: سائنس کی تعلیم کو موجودہ مقدار سے نصف کر دینا چاہیے، کنفیوشس صرف چھ چیزیں پڑھایا کرتا تھا: رسمیات، گانا بجانا۔ تیر اندازی۔ رتھ چلانا۔ مقدس کتب اور حساب ۔۔۔ اگر تم زیادہ کتابیں پڑھو گے تو شہنشاہ نہیں بن جاؤ گے"۔۔۔ اس کے باوجود چینی حکام اپنے کو مسیحا کہتے ہیں[2]"

---

[1] ماؤ صاحب خود بھی زیادہ پڑھے لکھے نہیں ہیں۔ چین سے باہر بھی انہوں نے کوئی تعلیم حاصل نہیں کی ہے۔ اور صرف چینی زبان ہی جانتے ہیں۔ وہ عوام کو صرف اتنا ہی واجبی پڑھانا چاہتے ہیں جس سے وہ ان کے اقوال رٹ سکیں اور ان کے ذہنی غلام بن سکیں۔ وہ تعلیم کو ہرگز عام نہیں کرنا چاہتے کیونکہ عالم لوگ کسی کے ذہنی غلام مشکل ہی سے بنتے ہیں۔

[2] PSEUDO- REVOLUTIONARIES UNMASKED

NOVOSITI PRESS AGENCY, MOSCOW, PP 8-9, 1970